OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July-September-2022
Vol: 7, Issue: 27
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

دور حاضر میں کارپوریٹ کلچر اور اسلامی تعلیمات کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of Contemporary Corporate Culture and Islāmic Teachings

Hafiz Falak Shair Faizi
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Narowal
hafizfalakshair@yahoo.com

Muhammad Hasib
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat
dr.mhasib@uog.edu.pk

Abstract
The economic system of Islām is free from all evils. The means of livelihood and necessities of life were very simple and easy in simple times. Islām is a religion that urges its followers to earn ḥalāl sustenance Islām makes luxurious life deadly for human beings. There is absolutely no room for corporate culture in the Islamic economic system. These two systems are very different. There is no similarity between them. If interest is included, then there is no difference between capitalism and Islām. However, Islām and corporate culture are as far apart as Islām and the Islamic economic system in communism is free from all the vices that are an integral part of the corporate culture. The economic system of Islām is transparent and free from all arrogance while the corporate culture is opposite that.
Kyword: Corporat Culture, Economic System, Capitalism,Islām,Teaching

کارپوریٹ کلچر ایک معاشی و معاشرتی نظام ہے جس میں سرمایہ بطور عامل پیدائش نجی شعبہ کے اختیار میں ہوتا ہے یعنی دوسرے الفاظ میں کرنسی چھاپنے کا اختیار حکومت کی بجائے کسی پرائیویٹ بینک کے اختیار میں ہوتا ہے اشتراکی نظام کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام میں نجی شعبہ کی نرمی معکوس نہیں ہوتی بلکہ سرمایہ داروں کی ملکیت میں

سرمایہ کا ارتکاز ہوتا ہے اور امیر، امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اس میں منڈی آزاد ہوتی ہے اس لئے اسے آزاد منڈی کا نظام بھی کہا جاتا ہے اگرچہ آج مارکیٹ کہیں بھی مکمل طور پر آزاد نہیں ہے، لیکن سرمایہ داری میں مارکیٹ نظریاتی طور پر آزاد ہے۔ تمام حقوق، منافع اور نجی ملکیت اس نظام کی خصوصیات ہیں جس میں کارپوریٹ کلچر سرمایہ داری کے مخالف معاصر دانشوروں کی طرف ہے، اور متبادل نظام کے لیے آوازیں اٹھنے لگی ہیں۔

کارپوریٹ کلچر کا نظریہ یہ ہے کہ ہر شخص ذاتی دولت، جائیداد اور ذاتی فائدے کے لیے پیداواری وسائل کے مالک ہونے میں مکمل طور پر آزاد ہے، حکومت کی جانب سے پابندیوں کے بغیر، لیکن دنیا میں کہیں بھی سرمایہ داری سو فیصد ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ حکومت کو کسی نہ کسی طریقے لوگوں کے کاروبار میں مداخلت کرنی پڑتی ہے۔

کارپوریٹ کا معنی و مفہوم

سند یافتہ متعدہ جماعت، تنظیم جماعت، قانونا مدد واحد تصور کی جانے والی جماعت، سند یافتہ جماعت، اجتماعی تشکیل دینا ایک جماعت میں متعدد کرنا یا شامل کرنا۔[1] کارپوریٹ ایک کاروباری ادارہ ہے جو حصص یافتگان کی ملکیت رکھتا ہے جو تنظیم کا عمل کی دیکھ بال کے لیے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا انتخاب کرتا ہے، کارپوریٹ کاروبار کے اعمال اور مالی معاملات کے لئے ذمہ دار ہوتی ہے کارپوریٹ منافع بخش ہو سکتی ہے کیونکہ کاروبار غیر منافع بخش ہوتے ہیں جیسا کہ خیراتی تنظیمیں عام طور پر ہوتی ہیں۔[2]

"کارپوریٹ کلچر سے مراد وہ عقائد اور طرز عمل ہیں جس کا تعین کسی کمیٹی کے ملازمین اور انتظامیہ کاروباری معاملات کو اور کاروباری معاملات کو کس طرح سنبھالتے ہیں اکثر کارپوریٹ کلچر کا تدارک کیا جاتا ہے واضح طور پر وضاحت نہیں کی جاتی اور کمپنی کی خدمات حاصل کرنے والے لوگوں کے مجموعی خصائص سے جسمانی طور پر ترقی ہوتی ہے کسی کمپنی کی ثقافت اس کے ڈریس کوڈ، کاروباری اوقات، آفس سیٹ اپ، ملازمین کے فوائد، کاروبار، نوکری کے فیصلوں، موکلوں کا علاج، موکل کا اطمینان اور آپریشن کے ہر دوسرے پہلو سے ظاہر ہوگی۔[3]

Corporate Culture

"A corporation is a legal entity is separate and distinct from its owners. Corporations enjoy most of the rights and responsibilities that

---

1. http://urdu.wodinn.comcorporat. Accessed date 23-08-2021

2. www.shopijy.com.encylopedia.corporate. Accessed date 23-08-2021

3۔ ایون ٹاور، کارپوریٹ کلچر، 2019ء، 26، اگست 2020۔

Evon tower, corporate Culture, 2019, 26 august 2020

individuals possess, they can enter contracts, loan and borrow money, sue and be sued, hire employees, own assets, and pay taxes. Some refer to it as a legal person". [4]

کارپوریٹ کلچر کا آغاز کمپنی کے وژن سے ہوتا ہے عام طور پر ایک وژن ایک ہی جملہ ہے جو کمپنی کے مقصد کو بالکل اسی طرح بیان کرتا ہے اس کے بعد کارپوریٹ کلچر یہ کہتا ہے کہ جب کام کرتے ہو تو لوگوں کے ساتھ اس طرح برتاؤ کرنا چاہیے اس کی کارکردگی کی کونسی قدروں کو آگے بڑھانا چاہیے اور وژن کو حاصل کرنے کے لیئے کیا طریق کار لاگو کیا جانا چاہیے۔ [5]

کارپوریٹ کلچر / سرمایہ دارانہ نظام کے بنیادی ستون

اس کلچر کے بنیادی ستون مندرجہ ذیل ہیں:

1۔سود	2۔کاغذی کرنسی
3۔اثاثہ جات	4۔بینک
5۔محصول لگانا	6۔بین الاقوامی تجارت
7۔کارپوریشن	8۔بیمہ کی کمپنیاں
9۔بازار حصص	10۔نجکاری

کارپوریٹ کلچر اور اسلامی تعلیمات

دور حاضر میں کارپوریٹ کلچر اور تعلیمات نبویہ ﷺ سے واقف ہیں کہ اسلام کا معاشی نظام تمام برائیوں سے پاک معاشی نظام ہے وسائل معاش اور ضروریات زندگی آسان تھی۔ انسان اپنی ضروریات زندگی بہت آسانی اور سادہ طریقے سے پوری کرتا تھا، درختوں کے پھلوں، شکاری جانوروں کے گوشت، سمندروں، سادہ کپڑے، سادہ خیموں، جھونپڑیوں اور کچے مکانوں سے انسان اپنی ضرورتیں نہایت آسان اور سادہ طریقے سے پوری کرتا تھا اور انسانی زندگی کھالوں پر مبنی تھی اور سادہ برتن اسے زیادہ سرمائے کی ضرورت نہیں تھی وہ لالچی نہیں تھا۔

اس سادہ طرز حیات کے بعد تمدن وجود میں آیا اور اس نے بڑھتے بڑھتے دور حاضر میں ارتقائی شکل اختیار کی جس کی وجہ سے معاشی ضروریات اور حاجات کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ اس دور کے ایک امیر انسان کا خرچ

4 . Wil Kenton, corporation, 2020, 09,07,2020

5. Myaccountingcurse.com/accounting-dicionary/corporate-culture.

سادہ دور حیات کے سوا افراد کی ضروریات کے خرچ کے برابر ہونے لگا اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک انسان متمدن زندگی بسر کرنے کے لئے بہت زیادہ سرمایہ اکٹھا کرنے کے لئے جدوجہد کرنے لگا جس سے سادہ زندگی عیش و عشرت، کفایت شعاری اور اسراف اور حرص میں تبدیل ہوتی جارہی ہے جو آگے چل کر سرمایہ دارانہ نظام حیات کے لئے سنگ بنیاد بنا۔

دور حاضر میں کوئی بھی مسلمان خطہ ایسا نہیں جہاں اسلام اپنی حقیقی روح سے نافذ ہو مسلمانوں کی تنزلی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ان کی زندگیوں میں اسلام کی خوشبو نہیں آتی قرآن مجید میں دو طرح کے معاشی نظاموں کا ذکر کیا گیاہے ایک قارونی معاشی نظام (سرمایہ داری نظام) اور دوسرا اسلامی معاشی نظام (عدل اجتماعی) ہے۔[6]

سورۃ قصص میں قارون کا ذکر ہے جو فرعون کے دور حکومت کا ایک بہت بڑا سرمایہ دار تھا اس ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کا معاشی نظام دور حاضر کی اصطلاح کے مطابق سرمایہ دارانہ نظام تھا قارون کو سرمایہ دارانہ نظام کے قائم مقام ٹھہرایاہے اور اس کی خرابیوں اور بگاڑ کو واضح کیا گیاہے ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ O وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ O قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ O فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ O وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ O ۔[7]

"قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا، تو اس نے ان کے ساتھ زیادتی کی، اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے کہ ایک مضبوط جماعت کے لیے اس کی کنجیاں اٹھانا مشکل ہو گیا، جب اس کی قوم نے اس سے کہا۔ "نہیں، خدا کافروں کو پسند نہیں کرتا، اور وہ چاہتا ہے کہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں سے وہ آخرت کا گھر

---

[6] ۔ شمس الحق، سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ، ناشر، ادارۃ البحوث الاسلامیہ، بنارس، 1982ء، ص:18

Shams ūl haq, sarmayadaranā wā ishtarakī nizam kā islami mū‘ashī nizam sy mwaznā, nāshir adarat ul bahūs al islamiya,banāris,1982, p.18

[7] ۔ سورۃ القصص، 28:76-81

Al Qur’ān,28:76-81

حاصل کرے۔ اس دنیا میں اپنا حصہ مت بھولو، اور نیکی کرو جیسا کہ خدا نے تمھیں بنایا ہے، اور ملک کو نقصان نہ پہنچاؤ، کیونکہ اللہ تعالی بدعنوانوں کو پسند نہیں کرتا. اس نے کہا: میں نے یہ سب اپنے علم سے حاصل کیا ہے، کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے آنے والی نسلوں کو ہلاک کیا جو اس سے زیادہ طاقت اور تعداد میں اور گنہگاروں سے زیادہ گناہوں میں تھیں۔ وہ اپنی قوم کے سامنے جو دنیا کی زندگی کے خواہاں تھے اپنی ہچکچاہٹ سے باہر نکلے اور کہنے لگے کہ کاش ہمیں قارون جیسا مال مل جائے اور جو علم سے آشنا تھا۔ فرمایا تم پر افسوس، اللہ تعالی کا اجر اس کے لیے بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور اس کے لیے قائم رہنے والے کے سوا کوئی نہیں۔"۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو اسلامی معاشی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اسلام اکتساب دولت کی ترغیب دیتا ہے اور ساتھ یہ بھی تلقین کرتا ہے کہ کمائی ہوئی دولت تمہاری ملکیت نہیں اس میں سائلین اور محرومین کا بھی حق ہے معاشرتی واقتصادی تفریق کو کم کرنے کے لئے یہ حکم دیتا ہے کہ زائد مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔[8]

1۔ اخلاق حسنہ کی تباہی

سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں اخلاق فاضلہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اخلاق سئیہ کا آغاز ہوتا ہے انسانیت کے بند اخلاقی اقدار حسب ذیل ہیں:

1۔ ایثار: یعنی اپنے مفاد کو دوسرے انسانوں کے مفاد پر قربان کر دینا۔

2۔ رحمت وشفقت: یعنی دوسرے انسانوں کی حاجت مندی دکھ سے متاثر ہونا اور اس تاثر کے تقاضا پر عمل کرنا۔

3۔ ہمدردی: دوسرے انسانوں کے نفع وضرر کو اپنا نفع وضرر سمجھنا اور اس کے مقتضی پر عمل پیرا ہونا

4۔ شجاعت: شجاعت جس میں انسانیت کے بند ترین مقاصد کے لئے جان کی قربانی دینا۔

5۔ سخاوت: بنی نوع انسان کی حاجت روائی کے لئے مال کو قربان کرنا یہ وہ بنیادی اخلاق ہیں جن کی حسن وخوبی پر اقوام عالم متفق ہیں اور جن کو انسان کے فطری کمالات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور یہ وہ روشن خوبیاں ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے متفقہ ہدایت کا لب لباب ہے۔

---

[8]۔ چیمہ، غلام رسول، اسلام کا معاشی نظام، لاہور، علم وعرفان پبلیشرز، 2007ء، ص:323۔

Chimā,ghulām rasūl,islām kā mū'ashī nizām,laḥore,ilm o irfān publisher,2007,p:223

اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام نے انسان کو جس سانچے میں ڈھالا ہے، اس میں اب اخلاقیات کی گنجائش نہیں رہی، سرمایہ دارانہ نظام نے اس کے دل میں حرص و لالچ پیدا کر رکھا ہے اور وہ افزائش دولت کے جذبے سے سرشار ہے وہ عوام کی محتاجی سے فائدہ اٹھا کر دولت میں اضافہ کرتا جاتا ہے اس لئے سود خور کا دل انسانی شفقت و رحمت کو شکست نہیں دے سکتا اور نہ ہی دے گا جس کے ذریعے سرمایہ دار کی روزی روٹی کا دارومدار دوسروں کے دکھوں پر ہوتا ہے، ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں آدمی کسی ضرورت مند کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بغیر سود کے پانچ روپے نہیں دے سکتا، تو وہ کب کر پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سود خور قومیں بزدل اور ہمت سے عاری ہوتی ہیں۔ ۔[9]

2۔ مقاصد میں اختلاف

کارپوریٹ کلچر اور اسلامی معاشی نظام دونوں ایک دوسرے کے الٹ ہیں ان دونوں نظاموں میں آپس میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں کارپوریٹ کلچر اور اسلامی معاشی نظام دونوں کے مقاصد میں بھی بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے اسلامی معاشی نظام میں فرد کی جدوجہد کا مقصد رضائے الٰہی کے مطابق مادی احتیاجات کو ایسے انداز میں پورا کرنا جس سے وہ اخروی فلاح سے محروم نہ ہو جائے گویا اسلامی نظام معیشت کا مقصد فرد کی مادی خوشحالی ہے کارپوریٹ کلچر میں افراتفری، بھاگم بھاگ اور نفسا نفسی کے عالم کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

اسلام ہی ایک ایسا معاشی نظام ہے جو اس کے ماننے والوں کو اخوت و یگانگت و مساوات اور بھائی چارہ کا درس دیتا ہے ہم ملک میں اسلامی معاشی نظام کو بروئے کار لا کر ہم ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔[10]

3۔ مسابقت و معاونت

اسلام باہمی تعاون کی بنیادی پر افراد کی معاشی جدوجہد کو استوار کرتا ہے اور یہ تعاون باہمی افراد کی فطری صلاحیتوں کو بہتر انداز میں پروان چڑھا کر ان کے معاشی استحکام اور معاشرتی یکجائی کا باعث بنتا ہے اسلامی تعلیمات ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کی تلقین کرتی ہیں جس سے معاشرے میں خوشحالی آتی ہے اس کے

9۔ شمس الحق، سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ، ص:26۔

Shams ūl haq, sarmayadaranā wā ishtarakī nizam kā islami mū'ashī nizam sy mwaznā,,p:26

10۔ نعیم صدیقی، ڈاکٹر محمد، اسلام اور جدید معاشی تصورات، مکتبہ دانیال اردو بازار، لاہور، 2017ء، ص:129۔

Naeem sadīquī,doctor muḥammad,islām āur Jadīd mū'ashī taswrāt,maktbā danyāl ūrdu bazār,laḥore,2017,p:12

برعکس سرمایہ دارانہ نظام افراد کے باہمی مقابلہ و مسابقت کو معاشی جدوجہد کے فروغ اور معیشت کی افزائش و ترقی کا بنیادی سبب قرار دیتا ہے اس گردن توڑ مسابقت کے نتیجہ میں اصحاب ثروت دولت سمیٹنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جب کے کمزور طبقات بالخصوص محنت کش محروم اور معاشی پریشانیوں کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔[11]

اسلامی تعلیمات ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کی تلقین کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کا درس دیا ہے اور ایک دوسرے کا نقصان کرنے سے پرہیز کی تلقین کی ہے۔

4۔ ارتکاز دولت کی ممانعت

اسلام نے زکوۃ کے ذریعے قربانی، حج، صدقہ و خیرات وغیرہ کے ذریعے ارتکاز دولت کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس طرح ایک طرف تو دولت بے دریغ اور فضولیات پر خرچ ہوتی ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے:

كَي لَا يكُونَ دولَةً بينَ الْأَغْنِياء منْكُمْ۔[12] ”تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ پھرتی رہے“

اور مزید غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں میں خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

الَّذين يكْنزونَ الذّهَبَ والْفضَّةَ ولَا ينفقونَهَا في سَبيلِ اللّه فبشرهم بعذَاب أَليم O يوم يحمى علَيها في نَارِ جهنَّم فتكْوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذَا ما كنزتم لأَنفسكُم فذُوقوا ما كنتم تكْنزونَ O۔[13]

”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت سنا دو۔ ایک دن آئے گا جب جہنم کی آگ سونے چاندی کو روشن کر دے گی، پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں،

---

[11]۔ نعیم صدیقی، ڈاکٹر محمد، اسلام اور جدید معاشی تصورات، مکتبہ دانیال اردو بازار، لاہور، 2017ء، ص:130۔

Naeem sadīquī,doctor muḥammad,islām āur Jadīd mū'ashī taswrāt,maktbā danyāl ūrdu bazār,laḥore,2017,130p:

[12]۔ سورۃ الحشر، 7:59۔

Al Qur'ān,59:7

[13]۔ سورۃ التوبہ، 34:9، 35۔

Al Qur'ān,9:34,35

پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا کہا جائے گا کہ یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لیے ذخیرہ کیا ہے، لہٰذا جو خزانہ تم نے جمع کرر کھا ہے اس کا مزہ چکھو۔"

اس کے برعکس سرمایہ داری میں ارتکاز دولت ناگریز ہے سرمایہ داریت کے نزدیک اگر اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کیا تو وہ روپیہ ضائع ہو جائے گا سرمایہ داری میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ دولت اکٹھی کر کے سود پر دی جائے تو اس میں اضافہ ہوتا ہے لیکن اسلام کا دعوی ہے کہ دولت میں کمی آتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ[14]

"اور جو سود تم لوگوں کے مال میں اضافے کے لیے دیتے ہو، وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا، اور جو کچھ تم ان پر اپنی زکوٰۃ دیتے ہو وہ سود خور نہیں ہے۔" اگر دولت مند اپنی دولت اچھے کاموں میں لگاتا ہے تو اس کا مقصد اپنی نمائش و نمود کی شہرت اور محصولات میں چھوٹ لینی ہوتی ہے لیکن اسلام اس چیز کی ممانعت کرتا اور دولت کو غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں میں خرچ کی تقین کرتا ہے۔[15]

5۔سودی کاروبار سے اجتناب

اسلام نے سودی کاروبار سے بچنے کی تلقین کی ہے اور بیع کو حلال اور سود کو حرام کہتا ہے بیع میں جو نفع اور زیادتی ہوتی ہے وہ مال کے عوض اور مقابلے میں ہوتی ہے اور سود میں جو نفع اور زیادتی ہوتی ہے وہ بلا عوض ہوتی ہے سود کے خلاف اللہ تعالی نے اعلان جنگ کیا ہے[16]

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

14۔سورۃ الروم،39:30۔

Al Qur’ān,30:39

15۔نعیم صدیقی،ڈاکٹر محمد،اسلام اور جدید معاشی تصورات،ص:30۔

Naeem sadīquī,doctor muḥammad,islām āur Jadīd mū‘ashī taswrāt,p:30

16۔فضل،سید الرحمان،معیشت نبوی ﷺ، کراچی،زوار اکیڈمی پبلی کیشنز1997،ص:100۔

Fazl,sayyed ur rahmān,mashiyat-e- nabvī,(P.B.U.H)karchī,zawār acadmy publications 1997,p:100

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ-[17]

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔''

سود کے کاروبار پر آخری ضرب آنحضور ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں لگائی جب آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ:

أَلَا إِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، أَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا، رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ-[18]

''اور زمانہ جاہیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے اور پہلا سود جو میں اپنے خاندان کا ختم کرتا ہوں اور وہ عباس بن عبد المطب کا سود ہے جو پورا کا پورا میں چھوڑتا ہوں''

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ» ، وَقَالَ: «هُمْ سَوَاءٌ-[19]

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے اور سود کی دستاویز لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔''

اسلامی تعلیمات کی رو سے حلال روزی کی تلاش اور حصول کے لئے تگ و دو اور کوشش نماز روزے جیسی عبادتوں کی طرح عبادت ہے آپ ﷺ نے ارشاد گرامی ہے کہ:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ-[20]

---

[17]۔ سورۃ البقرۃ،2:278۔

Al Qur'ān,.2:278

[18]۔ مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب قصہ حجۃ الودع، ح:2950۔

Muslim bin hajjāj qashairī, Ṣaḥīḥ muslim,kitāb ul hajj,bāb qissā hijja tul widā, ḥadīth:2950

[19]۔ ایضاً، کِتَاب الْمُسَاقَاةِ، باب لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ، ح:4093۔

Ṣaḥīḥ muslim,kitāb ul musāqā,bāb lani ākle ribā wā mūakelāh,ḥadīth:4093

[20]۔ ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، ح: 2781۔

حلال رزق کا طلب کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

اس کے بر عکس سرمایہ دارانہ نظام کی تمام قسمیں سود پر مبنی ہیں، سود کے بلبوطے مغربی طاقتیں پورے ملک کو تباہ کر دیتی ہیں۔ جب کسی معاشرے میں سود کا عمل ایک دہائی تک جاری رہتا ہے تو اس کے برے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں اور امیر غریب کے درمیان فاصلہ بڑھتا جاتا ہے اور معاشرے کی ساری دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو رہی ہے۔ [21]

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ۔[22]

"وہ لوگ جو سود کھانے والے ہیں قیامت کے دن اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے شیطان کے چھونے پر دیوانہ ہو گئے ہوں۔"۔

6۔ حلال و حرام میں فرق

اسلام کا معاشی نظام اللہ رب العزت کا وضع کردہ ہے اس میں انسانی اعمال کے جائز و ناجائز اور کسب رزق اور صرف رزق کے حلال و حرام کے قواعد و ضوابط خالق کائنات کے اپنے بنائے ہوئے ہیں اور وہ ابدی و دائمی اور ناقابل تغیر ہیں دنیا کے اندر کوئی اور نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ خالق اور مخلوق کی بنائی ہوئی چیز میں فرق ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔[23]

Abū abdullāḥ, muḥammad bin abdullāḥ,mishkat al-masabih,kitāb ul biyyu,bāb al kasab wā talab ul halāl,ḥadīth: 2781

[21]۔ فضل، سید الرحمان، معیشت نبوی ﷺ، ص:102۔

Fazl,sayyed ur raḥmān,mashiyat-e-nabvī,(P.B.U.H) ,p:102

[22]۔ سورۃ البقرۃ،275:2۔

Al Qur'ān,.2:275

[23]۔ سورۃ النساء،10:4۔

Al Qur'ān,.4:10

"بے شک وہ لوگ جو یتیموں کے مال ظلما ہڑپ کرتے ہیں بے شک وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ لیتے ہیں اور وہ بہت جلد دوزخ کی آگ میں جائیں گے"۔

ایک اور جگہ یوں ارشاد خداوندی ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا-[24]

"اے ایمان والوں نہ کھاؤ تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے سوائے اس کے کہ تمہاری تجارت میں باہمی رضامندی ہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، بے شک اللہ تعالی تم پر رحم کرنے والا ہے"۔

لیکن برعکس اس کے سرمایہ دارانہ نظام انسان کا خود ساختہ ہے اسے سرمایہ کی فراہمی کا سب سے بڑا وسیلہ گردانا جاتا ہے اس لئے اس میں جائز و ناجائز کے معیارات بھی انسان کے بنائے ہوئے ہیں اور جن میں وہ اپنی ضروریات کے مطابق تبدیلی کرتا رہتا ہے۔[25]

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو حلال رزق کمانے کی تلقین کرتا ہے اسلام عیاشانہ زندگی کو انسان کے لئے مہلک قرار دیتا ہے اور مختلف اشیاء پر حلال و حرام، جائز و ناجائز وغیرہ کی پابندی عائد کرتا ہے تاکہ افراد معاشرہ تعیشات سے دور رہیں جبکہ سرمایہ دارانہ نظام اس کے الٹ ہے سرمایہ دارانہ نظام نے پوری دنیا کو عیاشانہ طرز زندگی کا راستہ دکھایا ہے جو بالآخر انسانیت کی تباہی کو موجب بن رہی ہے اس میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں ہے۔[26]

7۔مال جمع کرنے کی ممانعت

اسلام جائز ذرائع سے کمائی گئی رقم کو جمع نہ کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ یہ دولت کی گردش کو روکتا ہے اور دولت کی تقسیم میں عدم توازن پیدا کرتا ہے۔ نتیجہ بالآخر خود ہی برا ہوتا ہے، اس لیے قرآن پاک بخل اور منافقت کا سخت مخالف ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

24۔ سورۃ النساء،4:29۔

Al Qur'ān,.4:29

25۔ نعیم صدیقی، ڈاکٹر محمد، اسلام اور جدید معاشی تصوارت، ص:126۔

Naeem sadīquī,doctor muḥammad,islām āur Jadīd mū'ashī taswrāt,p:126

26۔ ایضًا، ص:127۔

Ibid,p:127

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ-(27)

"اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس میں جو خدا نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ان کے لیے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے۔"۔

مگر اسلام سرے ہی سے اس بات کی مخالفت کرتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے کہ اس کو غریبوں میں تقسیم کیا جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ-(28)

"اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادو"

اس سے سرمایہ داری کی بنیادیں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں، بچتوں کو جمع کرنا اور جمع شدہ دولت کو مزید دولت بنانے میں لگانا سرمایہ داری کا جوہر ہے مگر معاشیات کا یہ اصول ہے کہ جب کسی چیز کی رسد کم ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے سرمایہ دارانہ تصور ملکیت چونکہ سرمایہ دار کو لا محدود اختیارات دیتا ہے اس لئے بعض اوقات وہ اپنے نفع کو بڑھانے کے لئے جان بوجھ کر کسی چیز کی رسد کو کم کر دیتا ہے یا جن اشیاء کو ذخیرہ نہ کیا جا سکے ان کو ضائع کر دیا جاتا ہے تا کہ رسد کم ہونے پر منہ مانگی قیمت وصول کی جاسکے۔(29)

8۔ آزادی کاروبار

اسلام کسی ایسے کاروبار کی اجازت نہیں دیتا جس سے متعلقہ افراد کو فائدہ پہنچے لیکن وہ معاشرے کے لئے مہلک اور نقصان دہ ثابت ہو اسلام کا روحانی و اخلاقی نظام اس معاشرتی نظام کے ساتھ مربوط ہے ہر وہ کاروبار جو انسانی شخصیت کی اخلاقی و روحانی تعمیر میں رکاوٹ بنتا ہو منع ہے اور اسلام باقاعدہ منع کرتا ہے کہ صارفین کو دھوکا دینے کے لئے اشیاء کا معیار گرا دیا جائے اسلامی ریاست میں محکمہ احتساب کی طرف سے ایسے شخص کو سزا دی جائے گی۔

---

[27]۔ سورۃ آل عمران،3:180۔

Al Qur'ān.3:180

[28]۔ سورۃ التوبہ،9:34۔

Al Qur'ān.9:34

[29]۔ مودودی، سید ابو الاعلی، معاشیات اسلام، ص:101۔

Maūdūdī, Sayyed Abū al āla, mū'ashiyat e Islām,p:101

اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام چونکہ انسان کو آزادی سعی کا حق دیتا ہے اس لئے اسے ہر قسم کے کاروبار کی آزادی ہوتی ہے جائز اور ناجائز اور حلال و حرام کی تفریق سے بالاتر ہو کر صرف اس بات کو مد نظر رکھتا ہے کہ کس کاروبار میں اسے زیادہ نفع کی امید ہے

اسے معاشی و معاشرتی فلاح و بہبود سے دلچسپی نہیں ہوتی اس کا مقصد صرف ذاتی نفع کا حصول ہوتا ہے اسلامی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہے جن کی بنا پر یہ نظام شرعاناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کو ترقی کی راہ دینے سے بھی معذور ہے۔

اسلام اس بات کا حکم دیتا ہے کہ مال کو جائز ذرائع سے کمایا جائے اور جائز کاموں پر ہی خرچ کیا جائے تاکہ معاشرے میں خوشحالی پیدا ہو۔[30]

9۔رہبانیت کی جگہ میانہ روی

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اللہ تعالی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ لیا جائے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا -[31]

”وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے جو کچھ زمین پر ہے پیدا کیا۔“

اللہ تعالی کی مرضی نہیں ہے کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر رہبانیت اپنالے بلکہ اللہ تعالی منشاء یہ ہے کہ انسان صحیح اور غلط راستے میں فرق کرے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ -[32]

”اے محبوب ﷺ فرمائے کہ اللہ تعالی کی زینت کو کس نے حرام کیا جو کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے بنایا اور رزق کی پاکیزہ چیزیں۔؟“ ایک اور جگہ پر ارشاد ربانی ہے:

---

[30]۔ مودودی، سید ابوالاعلی، قرآن کی معاشی تعلیمات، اسلامک پبلکیشنز، لاہور، ص:21۔

Maūdūdī, Sayyed Abū al āla, Qur’ān kī mū‘ashī talimāt,islamic publications,laḥore,p:101

[31]۔ سورۃ البقرۃ،2:29۔

Al Qur’ān.2:29

[32]۔ سورۃ الاعراف،7:32۔

Al Qur’ān.7:32

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔(33)"اے لوگو جو کچھ زمین پر حلال اور پاکیزہ ہے اسے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔"

اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام انسان کو رہبانیت کا درس دیتا ہے کہ تمام کام چھوڑ کر دولت کو اکٹھا کرنے کے پیچھے لگ جائیں اور سرمایہ دارانہ نظام میں اعتدال کو مد نظر نہیں رکھا جاتا اور انسان پابندی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اور جائز اور ناجائز طریقوں میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔(34)

اسلام ایک ایسا دین ہے جو رہبانیت کی بجائے اعتدال اور پابند حدود پر زور دیتا ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔(35)

"اے وہ لوگ! جو ایمان لائے ہو تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور تم اللہ کا شکر کرو اگر تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو"

10۔دولت کی منصفانہ تقسیم

اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو روک دیا ہے سرمایہ دارانہ نظام میں انسان تین طریقوں یعنی سود، اکتناز اور احتکار سے دولت اکٹھی کرتا ہے جس کی بدولت ملکی دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے امیر اور غریب میں خلا پیدا ہو جاتا ہے دولت مند آدمی مزید دولت مند ہوتا جاتا ہے، جبکہ مالی طور پہ کمزور شخص مزید کمزور ہوتا جاتا ہے، اس نظام سے طبقاتی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔(36)

33۔سورۃ البقرۃ،2:168۔

Al Qur'ān.2:168

34۔سید ابو الاعلی، قرآن کی معاشی تعلیمات، ص:21۔

Maūdūdī, Sayyed Abū al āla, Qur'ān kī mū'ashī talimāt,p:21

35۔سورۃ البقرۃ،2:172۔

Al Qur'ān.2:172

36۔مودودی، سید ابو الاعلی، معاشیات اسلام، ص:169۔

Maūdūdī, Sayyed Abū al āla, mū'ashiyat e Islām,p:169

11۔خرچ کرنے کا حکم

اسلام دنیاوی عیش کی بجائے فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

يَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ۔[37]

"آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا انفاق کریں، فرمایے اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اسے خرچ کریں"۔

اسی طرح مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ۔[38]

"اور تم نیک کاموں میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا واپس ملے گا اور تم پر ہرگز ظلم نہیں ہو گا۔"

دولت مند کے نزدیک دولت جمع کرنے اور اسے سود پر چلانے سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جبکہ اسلام کے نزدیک ایسا نہیں ہے، اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ دولت سود سے کم ہوتی ہے۔ نیک کاموں پر خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔[39]

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ۔[40]

"اور جو سود تم لوگوں کے مال میں اضافے کے لیے دیتے ہو، وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا، اور جو کچھ تم ان پر اپنی زکوٰۃ دیتے ہو وہ سود خور نہیں ہے۔"

37۔ سورۃ البقرۃ،2:219۔

Al Qur'ān.2:219

38۔ سورۃ البقرۃ،2:272۔

Al Qur'ān.2:272

39۔ مودودی، سید ابوالاعلی، معاشیات اسلام، ص:124 تا 127۔

Maūdūdī, Sayyed Abū al āla, mū'ashiyat e Islām,p:124-127

40۔ سورۃ الروم،30:39۔

Al Qur'ān.30:39

12۔ نظام زکوۃ

اسلام کے معاشی نظام میں زکوۃ کو بہت اہمیت حاصل ہے اور اس کا حکم نماز کے بعد واضح طور پر سامنے آتا ہے، اور یہ واضح ہے کہ جمع شدہ دولت زکوۃ کے بغیر حلال نہیں۔[41]

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ: خُذْ مِنْ أَمْوالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ۔[42]

"اان کے مال سے صدقہ لے تاکہ ان کو پاک کر دے اور اس سے ان کو پاک کر دے۔"

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ۔[43]

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے"

اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام پیسہ جمع کرنا اور اس میں اضافہ کرنے کے لیے سود لینا ہے تاکہ ارد گرد کے لوگوں کا پیسہ اس تک پہنچ جائے۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بحث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے انسان کے معاشی مسائل کے حل کو کس قدر اہمیت دی ہے اسام نے ہر فرد کو اللہ کریم کے خزانوں سے خود محنت کر کے کمانے اور اپنا معاشی مسئلہ حل کرنے کی تلقین کی ہے بشرطیکہ فرد عاقل، بالغ اور تندرست و توانا ہو طالب علم یا کسی دینی خدمت پر مامور نہ ہو اگر فرد خود کمانے کا اہل نہیں تو پھر اسلام کے نظام نفقات کے تحت اس کی معاشی کفالت کی ذمہ داری اس کے والدین اور اقارب کے ذمہ ہے اگر فرد نہ خود کما سکے نہ اس کے اقارب اور اسلامی معاشرہ اس کی کفالت کر کے اس کا معاشی مسئلہ حل

41۔ مودودی، سید ابو الاعلی، معاشیات اسلام، ص:131۔

Maūdūdī, Sayyed Abū al āla, mū'ashiyat e Islām,p:131

42۔ سورۃالتوبہ،103:9۔

Al Qur'ān.9:103

43۔ سورۃالبقرۃ،276:2۔

Al Qur'ān.2:276

کرے تو پھر اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہو گی کہ اس کی مدد کرے۔ اسلامی ریاست کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہو گی کہ وہ قابل کار افراد کو روزی کمانے اور یوں اپنا معاشی مسئلہ حل کرنے کے مواقع میسر کرے پیداوار اور ذرائع پیداوار کسی ایک فرد یا مخصوص جماعت کے قبضہ میں نہ رہے کیونکہ ایسا قبضہ افراد کے لئے روزی کمانے کی راہ میں رکاوٹ ہو گا۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی ناکامی سرمایہ دارانہ نظام کی ہوتی ہے اس نے ''آزادی کاروبار'' کا پر فریب نعرہ لگا کر تمام ذرائع پیداوار چند سرمایہ داروں کے قبضہ میں چلے جانے کا موقع فراہم کیا اور یوں بقیہ افراد کو روزی کمانے کے لئے محتاجی اور پریشانی کا شکار کر دیا وہ چند مٹھی بھر سرمایہ داروں کے رحم و کرم پر زندگی گزارتے ہیں۔ الغرض ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام انسان کے معاشی مسئلہ کے حل کا ادھورا خواب دکھاتا ہے جبکہ اسلام نے اس کی عملی صورت دکھائی ہے۔

نتائج بحث

دین اسلام زندگی کے تمام شعبوں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے بشمول تجارت کو کس طرح سے چلانا ہے شریعت میں نہ صرف مذہبی رسومات کا احاطہ کیا گیا ہے بلکہ روز مرہ کی زندگی، سیاست، معاشیات، بینکنگ، کاروباری یا معاہدہ قانون اور معاشرتی امور کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ کارپوریٹ کلچر پر مبنی تجارت ملاوٹ اور دھوکہ دہی پر مشتمل ہوتی ہے وہ خریداروں کو چیز کچھ دیکھاتے ہیں اور دیتے کچھ ہیں بہت زیادہ کمپنیاں جوا اور سٹہ بازی کے ذریعے بھی منافع حاصل کرتی ہیں اور اس کو مزید دولت کے حصول کے لئے لگاتی ہیں۔ اسلام کے عادلانہ قانون تجارت نے احتکار کو اس کی تمام انواع و اقسام کے ساتھ ممنوع قرار دیا ہے اور اسلامی ریاست کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ وہ اس ملعون عمل کو روکنے کے لیئے دخل اندوزی کرے۔ اس کے برعکس اگر دیکھا جائے تو کارپوریٹ کلچر اپنے ماننے والوں کو دولت کے حصول کے لئے تجارت کا کہتا ہے کارپوریٹ کلچر کے نزدیک ذخیرہ اندوزی حلال ہے اگر اس کے ذریعے مزید دولت حاصل ہوتی ہے تو اس میں کوئی کوتاہی نہیں کارپوریٹ کلچر اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ دولت حاصل کرنے کے لئے اگر تمہیں رقم کو سود پر بھی دینا پڑے تو دو۔ تجرباتی نتائج کی بنیاد پر فرموں کی کریڈیٹ کے استعمال کی سطح مالی کارکردگی تجارتی کشادگی اور کارپوریٹ گورننس کے نفاذ کے درمیان ایک رشتہ ہے تجاری کشادگی پر کارپوریٹ گورننس کا مثبت اور نمایاں اثر پڑتا ہے۔

تجاویز

دور حاضر میں کارپوریٹ کو اسلامی نظام میں بدلنے کیلئے اور عوام الناس کو معاشی سہولیات فراہم کرنے کے سلسلے میں اس تحقیقی مقالہ میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

معیشت کی موجودہ خرابیوں کو دور کر کے قرآن و سنت کے مطابق حل کر کے ایک مکمل اسلامی معیشت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ موجودہ معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کیا جائے۔ مزدور طبقہ کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

تجارت کے فروغ اور امیر و غریب کے درمیان فرق کو کم کرنے کے لئے ٹیکس کا نظام بہتر بنایا جائے۔ جاگیرداروں سے زمین لے کر کسانوں اور محنت کشوں کو دی جائیں اور ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں تاکہ زراعت کو ترقی حاصل ہو۔ درآمدات کو کم کیا جائے اور برآمدات میں اضافہ کیا جائے اس سلسلے میں تابعین کی پالیسی کا نفاذ عمل میں لایا جائے تاکہ ملک کے اندر ملکی اشیاء کی طلب میں آضافہ ہو سکے۔ لوٹ مار، رشوت، بلیک مارکیٹنگ، مصنوعی اجارہ داری اور رشوت، فتنے جیسی برائیوں کو معیشت سے ختم کیا جائے۔ ملک میں فنی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ بینکنگ، بیمہ، سٹاک ایکسچینج وغیرہ جیسی معاشی سرگرمیوں سے غیر اسلامی اور سودی اصول و قوانین کا خاتمہ کیا جائے۔ عوام کی غربت اور افلاس کو دور کرنے کے ئے نظام زکوۃ کو موثر طور پر لاگو کیا جائے اور زکوۃ سے حاصل ہونے والی رقوم کو مستحقین تک پہنچانے کا مکمل بندوبست کیا جائے۔ غریب کسانوں کو بلا سود قرضے فراہم کیئے جائیں تاکہ وہ جدید آلات اور بیج وغیرہ خرید کر زیادہ بہتر طور پر فصلوں کو کاشت کر سکیں۔ عالم اسلام کے مابین اقتصادی تعاون کے فروغ کے لئے اسلامی ترقیاتی بینک کا قیام عمل میں لایا جائے نیز ان کے درمیان مشترکہ سرمایہ داری اور باہمی تجارت کے فروغ کے لئے کوشش کی جائیں تاکہ ان کے وسائل سے مسلمان خود استفادہ کر سکیں۔ معاشی برائیاں جیسے احتکار، انحصار میزان، سٹہ بازی، سود، شراب و دیگر برائیوں کو اسلامی تعلیمات کے ذریعے ختم کیا جائے۔ حلال طریقے سے رزق کمانے کے لئے قوانین ترتیب دیئے جائیں اور اس سلسلے میں قرآن و حدیث کے واضح احکامات سے ہدایات لی جائیں۔ الغرض درج بالا سفارشات پر عمل پیرا ہونے سے ملک میں اسلامی نظام معیشت کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License